روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

سوموار 7 جنوری 2013ء 24 صفر 1434 ہجری 7 صلح 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 6

ختم قرآں

ہے آج ختم قرآں نکلے ہیں دل کے ارماں
تو نے دکھایا یہ دن میں تیرے منہ کے قرباں
اے میرے رب محسن کیوں کر ہو شکر احساں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(درثمین)

اخلاق عالیہ رفقاء حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت مولانا نورالدین صاحب کے کئی بچے فوت ہو چکے تھے۔ حضرت مسیح موعود کی دعا اور نشان کے طور پر عبدالحی پیدا ہوا اور چھ سال چار ماہ کی عمر میں کھیلتے کودتے اس نے قرآن شریف ختم کر لیا۔

حضور کو قرآن شریف سے جو محبت اور مناسبت ہے وہ ان کی آشنا دنیا سے چھپی ہوئی نہیں۔ قرآن شریف آپ کی غذا ہے۔ بیماریوں کے حملے سے اٹھ کر پہلا علاج آپ درس کے اجرا سے کیا کرتے ہیں جو گویا بیماری کی گئی ہوئی قوت کے اعادہ کے لئے یاقوتی ہے۔

عبدالحی جب قرآن شریف ختم کر کے آیا تو اسے کیا فرمایا میں اپنے الفاظ میں درج کرتا ہوں۔

بیٹا! ہم تم سے دس باتیں چاہتے ہیں ان میں سے 1/10 آج تم نے کر لی ہیں۔ قرآن شریف پڑھو۔ پھر اس کو یاد کرو۔ پھر اس کا ترجمہ پڑھو۔ پھر اس پر عمل کرو۔ پھر اسی عمل میں تمہیں موت آ جائے۔

قرآن شریف پڑھاؤ پھر یاد کراؤ۔ پھر ترجمہ سناؤ۔ پھر عمل کراؤ۔ پھر اسی حالت میں تم کو موت آ جاوے۔

اس نصیحت کو سن کر چھ سالہ بچہ کیا کہتا ہے۔

ابا جی میں نے یہ قرآن شریف تو پڑھ لیا ہے پہلے یہ تو کسی مسکین کو دے دو۔

حضور کا دل ان کلمات کو سن کر اور بھی خوش ہوا۔ غرض یہ تقریب تھی خوشی کی اب اس کے اظہار کے لئے حضور نے کیا سوچا اور کیا کیا۔ اس کے اظہار کے لئے مختلف طریقے احباب نے پیش کئے کسی نے کہا کہ یسرنا القرآن قاعدہ کی طرز پر قرآن مجید چھپوایا جاوے۔ کسی نے کہا تفسیر لکھی جاوے۔ حضور نے فرمایا کہ جو حضرت امام (مسیح موعود) فرماویں وہ مبارک ہوگا۔ اس میں بتایا کہ آپ نے کس طرح پر رضائے امام کو اپنی خواہشوں پر مقدم کر لیا اور کامل طور پر اس عہد کو نباہا ہے جو اس کے ہاتھ پر کیا ہے۔ حضرت امام نے فرمایا کہ چونکہ مولوی صاحب کی طبیعت کمزور ہے کوئی دماغی محنت کا کام مناسب نہیں ہے۔ سردست مساکین کو کھانا کھلا دیں اور احباب کی دعوت کر دیں۔

چنانچہ 28 اور 29 جون 1905ء کو ایسی دعوت دی گئی یہاں تک تو جو کچھ ہوا ہوا۔ میں نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ اس تقریب پر مدرسہ تعلیم الاسلام میں ایک حافظ قرآن جو عمدہ پڑھنے والا ہو مقرر کیا جاوے جو قرآن شریف یاد کروائے۔ فرمایا میرا بھی دل چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے گا کرے گا۔

(الحکم 30 جون 1905ء ص10)

ایک احمدی کے اوصاف

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

’’وہ جو اس سلسلے میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلن اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجے تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی اُن کے نزدیک نہ آ سکے۔ وہ پنج وقت نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں وہ کسی کو زبان سے ایذاء نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنے کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر اُن کے وجود میں نہ رہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 220)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2011ء
مرسلہ:: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

ضرورت انسپکٹران مال

(وقف جدید انجمن احمدیہ)

وقف جدید انجمن احمدیہ میں انسپکٹران مال کی آسامیوں کیلئے مخلص، محنتی اور خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے احباب سے درخواستیں مطلوب ہیں۔

1۔ امیدوار کی تعلیم کم از کم انٹرمیڈیٹ اور کم از کم 45 فیصد ہونے ضروری ہیں۔

2۔ امیدوار اپنی درخواستیں امیر صاحب/ صدر صاحب جماعت کی سفارش، اپنی تعلیمی اسناد کی نقول، ایک عدد پاسپورٹ سائز تصویر اور مکمل کوائف کے ساتھ ناظم مال وقف جدید ربوہ کے نام مورخہ 10 جنوری 2013ء تک ارسال کریں۔

(ناظم مال وقف جدید)

حضرت مصلح موعود کے قلم سے

قسط نمبر 41

دیباچہ تفسیر القرآن۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور خلق عظیم

مکہ میں داخل ہوتے وقت حضرت ابوبکرؓ آپ کی اُونٹنی کی رکاب پکڑے ہوئے آپ کے ساتھ باتیں بھی کرتے جارہے تھے اور سورۂ فتح جس میں فتح مکہ کی خبر دی گئی تھی وہ بھی پڑھتے جاتے تھے۔ آپ سیدھے خانہ کعبہ کی طرف آئے اور اُونٹنی پر چڑھے چڑھے سات دفعہ خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ اُس وقت آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپ خانہ کعبہ کے گرد جو حضرت ابراہیمؑ اور اُن کے بیٹے اسمٰعیلؑ نے خدائے واحد کی پرستش کے لئے بنایا تھا جسے بعد کو اُن کی گمراہ اولاد نے بتوں کا مخزن بنا کر رکھ دیا تھا گھومے اور وہ تین سَو ساٹھ بت جو اس جگہ پر رکھے ہوئے تھے اُن میں سے ایک ایک بت پر آپ چھڑی مارتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔...... (سیرت ابن هشام جلد4 صفحہ 59 مطبوعہ مصر 1936ء + بنی اسرائیل:82)

یہ وہ آیت ہے جو ہجرت سے پہلے سورۃ بنی اسرائیل میں آپ پر نازل ہوئی تھی اور جس میں ہجرت اور پھر فتح مکہ کی خبر دی گئی تھی۔ یوروپین مصنفین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ ہجرت سے پہلے کی سورۃ ہے اس سورۃ میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ...... (بنی اسرائیل: 82,81) یعنی تو کہہ دے میرے ربّ! مجھے اس شہر یعنی مکہ میں نیک طور پر داخل کیجیؤ یعنی ہجرت کے بعد فتح اور غلبہ دے کر اور اِس شہر سے خیریت سے ہی نکالیو یعنی ہجرت کے وقت۔ اور خود اپنے پاس سے مجھے غلبہ اور مدد کے سامان بھجوائیو۔ اور یہ بھی کہو کہ حق آ گیا ہے اور باطل یعنی شرک شکست کھا کے بھاگ گیا ہے اور باطل یعنی شرک کے لئے شکست کھا کر بھاگنا تو ہمیشہ کے لئے مقدر تھا۔ اس پیشگوئی کے لفظاً لفظاً پورا ہونے اور حضرت ابوبکرؓ کے اِس کو تلاوت کرتے وقت مسلمانوں اور کفار کے دلوں میں جو جذبات پیدا ہوئے ہوں گے وہ لفظوں میں ادا نہیں ہوسکتے۔ غرض اُس دن ابراہیمؑ کا مقام پھر خدائے واحد کی عبادت کے لئے مخصوص کر دیا گیا اور بت ہمیشہ کے لئے توڑے گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبل نامی بت کے اُوپر اپنی چھڑی ماری اور وہ اپنے مقام سے گر کر ٹوٹ گیا تو حضرت زبیرؓ نے ابوسفیان کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا اور کہا ابوسفیان! یاد ہے اُحد کے دن جب مسلمان زخموں سے چور ایک طرف کھڑے ہوئے تھے تم نے اپنے غرور میں یہ اعلان کیا تھا اُعْلُ ھُبَلُ۔ اُعْلَ ھُبَل۔ ھُبَلُ کی شان بلند ہو، ھُبَل کی شان بلند ہو۔ اور یہ کہ ھُبَل نے ہی تم کو اُحد کے دن مسلمانوں پر فتح دی تھی۔ آج دیکھتے ہو وہ سامنے ھُبَلُ کے ٹکڑے پڑے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا زبیرؓ! یہ باتیں جانے بھی دو۔ آج ہم کو اچھی طرح نظر آ رہا ہے کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کے سوا کوئی اور خدا بھی ہوتا تو آج جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں اس طرح کبھی نہ ہوتا۔

پھر آپ نے خانہ کعبہ کے اندر جو تصویریں حضرت ابراہیمؑ وغیرہ کی بنی ہوئی تھیں ان کے مٹانے کا حکم دیا اور خانہ کعبہ میں خدا تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کے شکریہ میں دو رکعت نماز پڑھی پھر باہر تشریف لائے اور باہر آ کر بھی دو رکعت نماز پڑھی۔ خانہ کعبہ کی تصویروں کو مٹانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو مقرر فرمایا تھا؟ انہوں نے اس خیال سے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تو ہم بھی نبی مانتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کی تصویر کو نہ مٹایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اُس تصویر کو قائم دیکھا تو فرمایا عمر! تم نے یہ کیا کیا؟ کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ (السيرة الحلبية جلد3 صفحہ 100 مطبوعہ مصر 1935ء + اٰل عمران:68) یعنی ابراہیم نہ یہودی تھا نہ نصرانی بلکہ وہ خدا تعالیٰ کا کامل فرمانبردار اور خدا تعالیٰ کی ساری صداقتوں کو ماننے والا اور خدا کا موحد بندہ تھا۔ چنانچہ آپ کے حکم سے یہ تصویر بھی مٹا دی گئی۔ خدا تعالیٰ کے نشانات دیکھ کر مسلمانوں کے دل اُس دن ایمان سے اتنے پُر ہو رہے تھے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر ان کا یقین اِس طرح بڑھ رہا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب زمزم کے چشمہ سے (جو اسمٰعیل بن ابراہیم کے لئے خدا تعالیٰ نے بطور نشان پھاڑا تھا) پانی پینے کے لئے منگوایا اور اُس میں سے کچھ پانی پی کے باقی پانی سے آپ نے وضو فرمایا تو آپ کے جسم میں سے کوئی قطرہ زمین پر نہیں گر سکا۔ مسلمان فوراً اُس کو اُچک لے جاتے اور تبرک کے طور پر اپنے جسم پر مل لیتے تھے اور مشرک کہہ رہے تھے ہم نے کوئی بادشاہ دنیا میں ایسا نہیں دیکھا جس کے ساتھ اس کے لوگوں کو اتنی محبت ہو۔

جب آپ ان باتوں سے فارغ ہوئے اور مکہ والے آپ کی خدمت میں حاضر کئے گئے تو آپ نے فرمایا اے مکہ کے لوگو! تم نے دیکھ لیا کہ خدا تعالیٰ کے نشانات کس طرح لفظ بلفظ پورے ہوئے ہیں اب بتاؤ کہ تمہارے ان ظلموں اور ان شرارتوں کا کیا بدلہ دیا جائے جو تم نے خدائے واحد کی عبادت کرنے والے غریب بندوں پر کئے تھے؟ مکہ کے لوگوں نے کہا ہم آپ سے اُسی سلوک کی اُمید رکھتے ہیں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ یہ خدا کی قدرت تھی کہ مکہ والوں کے منہ سے وہی الفاظ نکلے جن کی پیشگوئی خدا تعالیٰ نے سورۂ یوسف میں پہلے سے کر رکھی تھی اور فتح مکہ سے دس سال پہلے بتا دیا تھا کہ تو مکہ والوں سے ویسا ہی سلوک کرے گا جیسا یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا۔ پس جب مکہ والوں کے منہ سے اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوسفؑ کے مثیل تھے اور یوسفؑ کی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے بھائیوں پر فتح دی تھی تو آپ نے بھی اعلان فرما دیا کہ تَاللّٰہِ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ۔ خدا کی قسم! آج تمہیں کسی قسم کا عذاب نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی کسی قسم کی سرزنش کی جائے گی۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیارتِ کعبہ کی متعلقہ عبادتوں میں مصروف تھے اور اپنی قوم کے ساتھ بخشش اور رحمت کا معاملہ کر رہے تھے تو انصار کے دل اندر ہی اندر بیٹھے جا رہے تھے اور وہ ایک دوسرے سے اشاروں میں کہہ رہے تھے شاید آج ہم خدا کے رسول کو اپنے سے جدا کر رہے ہیں کیونکہ ان کا شہر خدا تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح کر دیا ہے اور ان کا قبیلہ ان پر ایمان لے آیا ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ سے انصار کے ان شبہات کی خبر دے دی۔ آپ نے سر اُٹھایا، انصار کی طرف دیکھا اور فرمایا اے انصار! تم سمجھتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شہر کی محبت ستاتی ہو گی اور اپنی قوم کی محبت اس کے دل میں گدگدیاں لیتی ہوگی۔ انصار نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! یہ درست ہے ہمارے دل میں ایسا خیال گزرا تھا۔ آپ نے فرمایا تمہیں پتہ ہے میرا نام کیا ہے؟ مطلب یہ کہ میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول کہلاتا ہوں پھر کس طرح ہوسکتا ہے کہ تم لوگوں کو جنہوں نے دین اسلام کی کمزوری کے وقت میں اپنی جانیں قربان کیں چھوڑ کر کسی اور جگہ چلا جاؤں۔ پھر فرمایا اے انصار! ایسا کبھی نہیں ہوسکتا میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں۔ میں نے خدا کی خاطر اپنے وطن کو چھوڑا تھا اور اس کے بعد اب میں اپنے وطن میں واپس نہیں آ سکتا۔ میری زندگی تمہاری زندگی سے ہے اور میری موت تمہاری موت سے وابستہ ہے۔ مدینہ کے لوگ آپ کی یہ باتیں سن کر اور آپ کی محبت اور آپ کی وفا کو دیکھ کر روتے ہوئے آگے بڑھے اور کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! خدا کی قسم! ہم نے خدا اور اس کے رسول پر بدظنی کی۔ بات یہ ہے کہ ہمارے دل اس خیال کو برداشت نہیں کر سکتے کہ خدا کا رسول ہمیں اور ہمارے شہر کو چھوڑ کر کہیں اور چلا جائے۔ آپ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول تم لوگوں کو بری سمجھتے ہیں اور تمہارے اخلاص کی تصدیق کرتے ہیں۔ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ کے لوگوں میں یہ پیار اور محبت کی باتیں ہو رہی ہوں گی اگر مکہ کے لوگوں کی آنکھوں نے آنسو نہیں بہائے ہوں گے تو ان کے دل یقیناً آنسو بہا رہے ہوں گے کہ وہ قیمتی ہیرا جس سے بڑھ کر کوئی قیمتی چیز اِس دنیا میں پیدا نہیں ہوئی خدا نے اُن کو دیا تھا مگر اُنہوں نے اُس کو اپنے گھروں سے نکال کر پھینک دیا اور اب کے وہ خدا کے فضل اور اُس کی مدد کے ساتھ دوبارہ مکہ میں آیا تھا وہ اپنے وفائے عہد کی وجہ سے اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے مکہ کو چھوڑ کر مدینہ واپس جا رہا ہے۔

مریم شادی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنی زندگی میں جو آخری مالی تحریک فرمائی وہ ”مریم شادی فنڈ“ ہے۔

مورخہ 28 فروری 2003ء کے خطبہ جمعہ میں اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

”اس فنڈ کا نام مریم شادی فنڈ رکھ دیتا ہوں امید ہے کہ اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جا سکے گا۔“

(الفضل 6 مئی 2003ء)

احباب جماعت کو حضور کی اس تحریک میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ضرور حصہ لینا چاہئے اور اپنی شادیوں کے مواقع پر اس تحریک میں بھی ادائیگی کرنی چاہئے تاکہ مستحق، بے سہارا اور یتیم بچیاں بھی عزت کے ساتھ رخصت ہوسکیں نیز ایسے افراد جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہے وہ شکرانے کے طور پر اپنی استطاعت کے مطابق ضرور اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ

(ناظر اعلیٰ)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم طاہر محمود احمد صاحب

عالمی امن اور دینی تعلیم کے 10 سنہرے اصول

افراد کا مجموعہ ایک قوم کہلاتا ہے۔ اگر افراد میں بے چینی پیدا ہوجائے تو ساری قوم بے چین ہوجاتی ہے اور بدامنی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ علاقہ جات کی بدامنی سے ملکوں کی بدامنی شروع ہوجاتی ہے جس سے دنیا کا امن تباہ ہوجاتا ہے اور اس طرح وہ عالمگیر بے چینی کا شکار ہوجاتی ہے۔ تمام قوموں کا سکون تباہ ہوجاتا ہے۔ ایک ہولناک اضطراب پیدا ہوکر لوگوں کے دلوں میں مختلف قسم کے مایوسی کے خیالات پیدا ہوجاتے ہیں۔ ایسے وقت میں اہلِ دانش کے دلوں میں سب سے بڑھ کر اس بات کا فکر لاحق ہوتا ہے کہ ان حالات میں دنیا کا انجام کیا ہوگا؟ وہ امن عالم کے لئے بیقرار ہوتے ہیں اور ہر ذریعہ سے اس کے حاصل کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ یہی لوگ انسانیت کے ہمدرد اور دنیا کے خیرخواہ ہوتے ہیں۔

موجودہ حالات

اگر آجکل دنیا پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ساری دنیا ایک غیر معمولی بے چینی کا شکار ہورہی ہے۔ اسلامی ممالک میں حیرتناک تبدیلیاں پیدا ہورہی ہیں۔ بظاہر جمہوریت کی طرف سفر کررہے ہیں لیکن حقیقت ان کے پیچھے کچھ اور ہے۔ افراد کے دل سکون سے عاری ہیں اور انسانی دماغ منتشر افکار کی آماجگاہ بن رہے ہیں۔ افراد بھی غیر مطمئن ہیں، قومیں بھی بے تاب ہیں اور ممالک بھی ہر گھڑی ہولناک خطرہ محسوس کررہے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ انسانیت تباہی کے گڑھے کے کنارے پر ہے اور خوفناک بربادی کے بادل قوموں اور ملکوں کے سروں پر منڈلا رہے ہیں۔ ہر ملک کے سیاست دان آنے والے خطرہ کے پیش نظر اپنی حفاظت کے خیال سے یا اپنے دشمنوں کی بیخ کنی کی نیت سے تباہ کن اسلحہ کی تیاری میں ایک دوسرے سے سبقت لے جارہے ہیں۔ ایٹمی ایجادات کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ ملکوں کی آمدنی کا بہت گراں قدر حصہ ہتھیاروں کی تیاری میں صرف ہورہا ہے۔ بظاہر وہ یہ سب کچھ امن عالم کے نام پر کررہے ہیں مگر دوربین نگاہیں دیکھ رہی ہیں کہ یہ طور طریقے امن قائم کرنے کے نہیں بلکہ تباہی و بربادی کے ہیں۔

مادی ترقیات نے انسان کو دنیا کے حصول کے لئے دیوانہ کررکھا ہے۔ ہر جگہ استحصال اور ناجائز ذرائع سے حصولِ زر کے لئے زبردست جنگ جاری ہے۔ اخلاقی اقدار کو خیرباد کہہ دیا گیا ہے اور باہمی اخوت اور للّٰہی ہمدردی ایک قصہ پارینہ ہوکر رہ گئی ہے۔

ان حالات میں افراد کے دل بھی سکون اور طمانیت سے خالی ہیں اور قومیں بھی بحیثیت مجموعی امن کی نعمت سے محروم نظر آتی ہیں۔ پس آج دنیا امن کا گہوارہ کیسے بن سکتی ہے؟ اس سوال کا جواب صرف اور صرف قرآن کریم سے ہی ملتا ہے۔ کیونکہ دینِ حق صلح اور آشتی کا مذہب ہے اور اس کے معنی ہی محبت، صلح اور امن کے ہیں۔

دنیا کے جھگڑوں کے دو قسم کے موجبات

دنیا میں امن کو برباد کرنے والے جتنے نزاع پیدا ہوتے ہیں ان کے موجبات دو قسم کے ہوتے ہیں۔

اعتقادی اور مذہبی موجبات

پہلی قسم میں مذہبی اختلافات اور نظریاتی تضاد شامل ہیں۔ اس قسم کے نزاع امن کو برباد کردیتے ہیں۔ قوموں اور ملکوں میں نہ ختم ہونے والی جنگ کا آغاز کردیتے ہیں۔

مادی اور جسمانی موجبات

دوسری قسم میں مشہور مقولہ کے مطابق زر، زن اور زمین کی وجہ سے پیدا ہونے والے اختلافات شامل ہیں۔ مادی حرص و ہوس میں انسان اندھے ہوجاتے ہیں۔ حقائق ان کی نظر سے اوجھل ہوجاتے ہیں، ناجائز ذرائع کو استعمال کرکے وہ دوسروں کی حق تلفی کرتے ہیں اور ظلم کے نتیجہ میں تباہی اور بربادی کا باعث بن جاتے ہیں۔ یہ موجبات بھی امن کو تہہ و بالا کردیتے ہیں اور انسانوں کے سکون کو چھین لیتے ہیں اور مسلسل بے چینی پیدا کردیتے ہیں۔

اگر غور کیا جائے تو بڑے بڑے ممالک کی موجودہ سرد جنگ نظریاتی جنگ ہے جس میں آخر تباہ کن آلات استعمال ہوسکتے ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب میں اعتقادی اختلافات موجب پرخاش بن جاتے ہیں جس سے ماضی میں نہایت بھیانک جنگیں ہوچکی ہیں اور اگر آج بھی یہ اختلاف شدت اختیار کرجائیں تو دنیا کا امن برباد ہوسکتا ہے۔ اقتصادی غلبہ کا خیال اور جوع الی الارض کی شدت بھی قوموں کے لئے بربادی کا باعث بن رہی ہے۔ غرض دنیا کی موجودہ بے چینی کے اسباب و موجبات انہی دو قسموں میں محدود ہیں یا وہ اعتقادی اور نظریاتی ہیں یا مادی اور اقتصادی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان موجبات اور اسباب کا ازالہ کئے بغیر دنیا کی حالت بدل نہیں سکتی اور قلوب میں امن پیدا نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اب ہم دنیا کی موجودہ بدامنی کی حالت اور اس کے موجبات کو مدنظر رکھتے ہوئے دین کے پیش کردہ اصولوں پر غور کریں جن سے وہ دنیا کے افراد کو امن کا پیغام دیتا ہے اور اُن کے قلوب میں سکینت اور اطمینان پیدا کرنے کی راہ بتاتا ہے۔

دس سنہرے عالمگیر اصول

دین نے ہر قسم کے موجبات نزاع و بدامنی کے حل کے لئے دونوں قسم کے اُصول بیان فرمائے ہیں۔ اس نے اعتقادی اور نظریاتی طور پر بھی ہماری راہ نمائی کی ہے اور مادی اور اقتصادی رنگ میں بھی پُرامن اور اعلیٰ تعلیمات پیش کی ہیں۔ میں دین حق کے پیش کردہ اصولوں میں سے دس عالمگیر زرّیں اصول بیان کرتا ہوں۔ ان اصولوں پر عمل پیرا ہونے سے دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے اور انسانی قلوب اطمینان سے لبریز ہوسکتے ہیں۔ وہ دس اصول یہ ہیں۔

توحید خالق

اعتقادی اور نظریاتی طور پر دین حق نے بنیادی اصول یہ پیش فرمایا ہے کہ ساری دنیا سارے ملکوں اور ساری کائنات کا ایک خالق ہے۔ ایک مالک ہے۔ ایک پیدا کرنے والا ہے۔ ہم سب انسان، گورے ہوں یا کالے، سب اس کے بندے ہیں اور وہ ہم سب کا اکیلا رب ہے۔ ہر انسان اپنے اعمال اور اقوال کے لئے اس کے سامنے جوابدہ ہے۔

دین حق کا یہ عقیدہ واقعاتی طور پر درست اور حقیقت ہونے کے علاوہ دنیا کے امن کے لئے بمنزلہ ایک بنیادی چٹان کے ہے۔ اس عقیدہ سے دل کی پاکیزگی کے علاوہ اخلاقی قدریں پیدا ہوتی ہیں۔ انسانوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے اور وہ سب اپنے خدا کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔

انسانی مساوات

عقیدہ توحید باری تعالیٰ امن کے قیام کے لئے دوسرے بنیادی اصل کی اساس بھی ہے۔ مراد اس سے انسانوں کی باہمی مساوات ہے۔ دین حق کی تعلیم کے مطابق اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے۔ وہ سب کا خالق ہے اور سب انسان یکساں طور پر برابر اور اس کے بندے ہیں۔ دینی نقطہ نگاہ سے مشرق و مغرب یا گورے کالے کا کوئی امتیاز نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

کہ سب لوگ ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں۔ گروہ اور قبیلے صرف باہمی تعارف کا ذریعہ ہیں نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم۔ انسانوں میں سے اللہ کے ہاں زیادہ باعزت وہی ہے جو زیادہ نیکوکار اور تقویٰ شعار ہے۔ (الحجرات:14)

جب سب لوگ برابر ہیں تو انسانوں کو اعلیٰ و ادنیٰ قرار دے کر دنیا میں بدامنی کی لہر پیدا کرنا خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی قوم اپنے آپ کو دوسری قوم سے بہتر اور اعلیٰ ٹھہرا کر دوسروں کی تحقیر نہ کرے کیونکہ مستقبل کی جدوجہد سے ہی پتہ لگے گا کہ بنی نوع انسان کے لئے کس کا وجود زیادہ مفید اور فائدہ مند ہے۔

دین حق کے ظہور کے وقت قوموں میں عداوتیں موجود تھیں۔ اچھوت اور برہمن کی تمیز کارفرما تھی۔ غلام اور آقا کی تفریق نے انسانوں کے حصے بخرے کردیئے تھے۔ قرآن مجید نے فرمایا۔

دیکھو کسی قوم کی پرانی دشمنی تمہیں آج اللہ تعالیٰ کے اس اصل کو ماننے سے نہ روکے کہ سب قومیں برابر ہیں۔ تمہیں بہرحال اس نظریہ کو اپنانا چاہیے۔ اسی سے امن قائم ہوگا۔ اسی سے انصاف کی بنیاد رکھی جائے گی۔ یہی تقویٰ کی راہ ہے۔

(المائدۃ:9)

انبیاء کرام کا احترام

دین حق نے بشری مساوات کی عملی اور اعتقادی ساری صورتوں کو اختیار کیا ہے۔ نماز میں سب مومن برابر ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

دینی قضاء کے سامنے سب برابر ہیں۔ شہری حقوق میں دینی نقطہ نگاہ سے کافر اور مومن یکساں ہیں۔ دین کے اس مساوات کے نظریہ کا لازمی نتیجہ تھا کہ دین یہ تسلیم کرتا ہے کہ وہ خدا جو رب العالمین ہے سب جہانوں کا رب ہے۔ جس طرح اس نے سب انسانوں کے اجسام کی بقاء اور حفاظت کے لئے غذا مہیا کی، اسی طرح ضروری تھا کہ وہ سب انسانوں کی ارواح کی بقاء اور نشوونما کے لئے ہر قوم کی ہدایت کا سامان بھی کرتا۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ کہ خدا کی طرف سے ہر قوم میں نبی اور رسول گزرے ہیں۔ ہر قوم کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہادی اور راہنما بھیجے ہیں۔ یہ عقیدہ ایک واضح صداقت اور عالمگیر قانون کے مطابق ہے۔ علاوہ ازیں اس سے امنِ عالم کی نہایت مستحکم بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ہر مذہب کے پیرو اپنے پیشواؤں کی عزت و احترام کے قیام کے لئے فدا ہونے کے لئے تیار ہیں۔ مگر باقی اہل مذاہب تو صرف اپنے اپنے مذہب اپنی اپنی قوم کے نبیوں اور رشیوں پر ایمان لاتے ہیں۔

دوسرے ملکوں اور قوموں کے نبیوں پر ان کے ہاں ایمان لانے کے لئے کوئی تاکیدنہیں۔ یہی وجہ

ہے کہ مختلف مذاہب کے بعض غلط پیرو کار دوسرے مذاہب کے مقدسوں کی بے حرمتی کا ارتکاب کر کے امن کو برباد کرنے والے بن جاتے ہیں۔ دین حق نے کہا ہے کہ دوسروں کی دلآزاری نہ کرو بلکہ اس نے مومنوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ مشرق و مغرب کے سب رشیوں اور نبیوں کو خدا کا برگزیدہ تسلیم کریں۔ وہ گورے اور کالے سب انسانوں کے پیشواؤں کو اپنا نبی اور رسول یقین کرتے ہیں کیونکہ خدائے رب العالمین نے ان جملہ راستبازوں اور مختلف قوموں اور مختلف ملکوں اور مختلف زبانوں میں صداقت کے قائم کرنے والے کے لئے نورانی مشعلیں جلا رکھی ہیں۔

اخلاقی لائحہ عمل

زمین، زر اور زن کے باعث جو تنازعات پیدا ہوتے ہیں اسلام نے ان کے حل کے لئے بڑے جامع اصول مقرر فرمائے ہیں۔

قرآن مجید نے کائنات کی ساری نعمتوں کو ساری انسانیت کے لئے عام قرار دیا اور سب لوگوں کو زمین کی مادی نعمتوں سے متمتع ہونے کا حق دیا ہے۔ سرمایہ داری کی دین نے مذمت کی ہے فرماتا ہے۔ کہ جو لوگ اپنے جمع کردہ سونے اور چاندی پر سانپ کی طرح بیٹھے رہتے ہیں اور بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے انہیں خرچ نہیں کرتے ہیں وہ بڑے ظالم ہیں وہ خدا کی ناراضگی کو حاصل کریں گے۔ (سورۃ التوبہ:34)

دینی قانون کے مطابق ہر شخص کے لئے ضروریات زندگی کا مہیا ہونا لازمی ہے۔ کسی شخص کو ان سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ سورۃ طٰہٰ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ احادیث میں بھی اس کی تصریح ہے۔ (طٰہٰ:120)

دین حق نے قدرتی ذرائع سے سب کے لئے استفادہ کا یکساں حق دیا ہے۔ مگر ساتھ ہی انسانوں کی استعدادوں کے منصۂ شہود پر لانے کے لئے، اپنی کاہلی اور تعطل سے بچانے کے لئے اور ان کی اخلاقی ترقی کیلئے ان میں سے ہر ایک کی ملکیت کے حق کو تسلیم کیا ہے۔

اگر آپ دین کے اس ترقی بخش اور عافیت خیز قانون کی تفصیلات پر غور فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ سرمایہ داری اور بالشوازم ایسی دو انتہائیں ہیں جن سے انسانوں میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ہاں دینی نظریۂ اقتصادیات درمیانی کامیاب راہ ہے۔

اسلام Capitalism کے خلاف ہے۔ اس نے اس کو ختم کرنے کے لئے تفصیلی احکام جاری فرمائے ہیں۔ مجملاً عرض ہے کہ اس نے

1۔ ورثہ کو جاری فرمایا۔
2۔ سُود کو حرام ٹھہرایا۔
3۔ تعاونی قرض کی تلقین کی۔
4۔ تجارت کی ترغیب دی۔
5۔ صدقہ و خیرات اور کفارات مقرر فرمائے۔

دوسری طرف دین حق نے ہر انسان کو محنت کر کے کھانے کا حکم دیا۔ بھیک مانگنے کو ایک لعنت قرار دیا۔ بیکاری کو شیطانی کام ٹھہرایا۔

اگر ہر انسان اپنے کام میں منہمک ہو اور ان پاکیزہ نظریات کا قائل ہو تو دنیا میں امن و اطمینانیت کا دَور دورہ ہو سکتا ہے اور فساد اور بدامنی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

جمہوری نظام

اسلام نے امن کی بنیاد رکھی ہے۔ حکومت کو ایک امانت قرار دیا ہے اور فرمایا۔ ”اے انتخاب کرنے والو! یہ حکومت اور اقتدار کی امانت اپنے ووٹ کے ذریعے اُن لوگوں کے سپرد کر و جو واقعی اس کے اہل ہوں“ (سورۃ النساء: 59) اور پھر آیت کے اگلے حصہ میں منتخب ہونے والے نمائندوں سے فرماتا ہے۔ کہ جب تم اقتدار حاصل کرو کسی کی جنبہ داری سے کام نہ لو۔

حکومت کے جملہ معاملات کو طے کرنے کے لئے دین نے مشورہ کا ارشاد فرمایا ہے کہ سب معاملات مشورہ سے طے ہونے چاہیں۔

دین حق استبدادیت کا سخت مخالف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ”تو ان پر داروغہ نہیں۔ ان پر ان کی طوعی اطاعت کے بغیر ظالمانہ حکمرانی کرنے والا نہیں“۔

ظاہر ہے کہ دنیا کے لئے جمہوری نظام ہی امن عالم کا ذریعہ ہے اگر آج بھی دنیا کے لوگ دین کی ہدایت کے مطابق صحیح دینی جمہوری نظام کو اپنا لیں تو دنیا میں امن قائم ہو جاتا ہے۔

غیر جانبداری اور عدل کی شرط

دین حق نے صلح اور محبت کی تلقین فرمائی ہے۔ افراد اور قوموں کو باہمی امن سے رہنے کی ہدایت کی ہے۔ ظلم اور ناانصافی سے روکا ہے اور یہاں تک فرمایا۔

”لڑنے والے اور ایک دوسرے پر ظلم کرنے والے دو گروہوں میں صلح کراؤ۔ اگر ایک فریق ظلم پر اصرار کرے اور اپنی تعدی سے باز نہ آئے تو باقی امن پسند اقوام کا فرض ہے کہ ظالم کے ہاتھ کو ظلم سے روکنے کے لئے سب اکٹھے ہو کر اس کا مقابلہ کریں اور اسے ظلم سے باز رکھیں۔ ہاں جب ظالم باز آجائے تو عدل و انصاف سے فیصلہ کر دیا جائے“۔ (الحجرات:10)

یہ اصول ہی دراصل لیگ آف نیشنز اور اب جمعیت اقوام متحدہ کے لئے بنیادی ہدایت ہے مگر افسوس، قرآن مجید کے اس اصل میں غیر جانبداری اور عدل کی جو لازمی شرط ہے وہ دوسرے نظاموں میں موجود نہ ہونے کے باعث انہیں امن عالم کے قائم کرنے میں ناکام بنا رہی ہے۔

حقوق و ذمہ داریوں کا مکمل ضابطہ اور اسوہ حسنہ

امن دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اخلاق پر اس کی نبیاد ہے۔ اس لئے دین حق نے روحانیت اور اخلاق کے لئے اعلیٰ لائحہ عمل پیش کیا ہے۔ انسانی حقوق کی پوری تفصیل پیش کر دی ہے۔ گھریلو معاملات سے لے کر ملکی سلطنت تک، اور ایک ملک کی سلطنت سے لے کر عالمگیر حکومت تک کے متعلق ایسے تفصیلی احکام دیئے ہیں جن سے ہر شخص کو اپنے حقوق اور اپنی ذمہ داریوں کا پتہ چل جاتا ہے۔ فساد کی بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ اپنے حقوق تو لینا چاہتے ہیں مگر اپنے فرائض ادا کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ لیکن دینی ہدایات کی روشنی میں یہ صورت پیدا نہ ہوگی۔ بلکہ ہر شخص، ہر قوم اور ہر ملک اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے گا اور اپنے واجبات کو ادا کرے گا۔ اپنے حقوق کو حاصل کرنے کے لئے کام کرنے والے کو اجرت ملے گی اور مالک کو اس کا حق مل جائے گا۔ چونکہ فساد کی ایک بڑی وجہ مکمل اور منصفانہ ضابطہ نہ ہونا ہے اور دین حق نے اس کمی کو پورا کر دیا ہے۔ اس لئے دین حق ہی دنیا میں امن قائم کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور اسوۂ حسنہ پیش کر کے عملی تصویر بھی دکھا دی ہے۔

مذہبی آزادی اور دلیل پر بنیاد

جبر و اکراہ سے دنیا اور مذہب میں فساد برپا ہوتا ہے۔ دین حق نے مذہبی جبر کو اتنا ناپسند فرمایا اور اسے امن عالم کے لئے اتنا مضر ٹھہرایا ہے کہ دین حق نے سب سے پہلے آزادیٔ مذہب کے مخالفین کی چیرہ دستیوں کے خلاف محاذ قائم کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرتِ مدینہ کے بعد سب سے پہلا اہم کام یہ فرمایا کہ ایک میثاق کے ذریعہ مدینہ کے یہود، مشرکین اور مومنوں کو باہم آزادی سے رہنے کا پابند بنایا۔ ہر گروہ کو اپنے مذہب کی آزادی تھی۔ صرف دلیل اور برہان کے ذریعہ ایک دوسرے کو تبلیغ کی جا سکتی تھی۔ میثاقِ مدینہ کی روح سے اہل شہر مذہبی آزادی کے علمبردار تھے اور تشدد اور زبردستی کے خلاف متفق تھے۔

اسی لئے یہ شرط بھی تھی کہ اگر باہر سے شہر پر کوئی حملہ آور ہو تو سب مل کر دفاع کریں گے۔ البتہ اگر کسی خاص گروہ کے مخالفین حملہ کریں۔ تو اس گروہ کے افراد اپنا دفاع کریں گے باقی اہل مذاہب امن اور صلح سے شہر کی اندرونی حفاظت میں پورے شریک ہوں گے۔

جب قریش مکہ نے جو جبر کے حامی تھے مظلوم مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے مدینہ پر حملہ کیا تو اسلام نے ان ظالموں کے خلاف دفاعی جنگ کا اعلان فرمایا۔ ”کہ آج مظلوم مسلمانوں کو جن سے خواہ مخواہ جنگ چھیڑی جا رہی ہے ہم اجازت دیتے ہیں کہ وہ بھی اپنا دفاع کریں یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی مدد و نصرت پر قادر ہے۔“ (الحج:40)

گویا اسلامی جنگوں کی بنیاد کفار کے جبر و تشدد کے دفاع کے لئے ہوئی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

”دین کے معاملہ میں جبر ہرگز روا نہیں۔ ہدایت گمراہی سے بالکل واضح ہو چکی ہے۔ مذہب کی نبیاد دلیل اور برہان پر ہے۔“ (البقرہ:257)

اگر دین حق کے اصل کو تسلیم کر لیا جائے اور ہر ملک کے باشندوں کو مذہبی آزادی کے ساتھ ساتھ حقِ خود اختیاری بھی حاصل ہو تو یقیناً دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے اور نہایت اچھی فضاء میں باہمی سمجھوتے ہو سکتے ہیں۔

معاہدات کی پابندی

جب قومیں مختلف ہیں اور حکومتوں کی پالیسی الگ الگ ہے تو ظاہر ہے کہ دنیا کا امن قوموں اور حکومتوں کے باہمی معاہدات پر موقوف ہوتا ہے۔ لیکن اگر معاہدات کو محض کاغذ کا پرزہ قرار دے دیا جائے تو پھر امن کا خیال غلط ہے۔

دین حق نے حکم دیا ہے کہ ہمیشہ صاف گوئی سے اور سچائی سے کام لیا جائے۔ اپنی گواہی اور اپنے بیان اور اپنے معاہدات میں قولِ سدید کو اختیار کیا جائے۔ قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا کا حکم دیا ہے اور سچی گواہی کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ خواہ اس سچی گواہی کا نقصان تم کو یا تمہارے اعزہ و اقرباء یا تمہارے ماں باپ کو بھی پہنچے تو بھی تمہارے لئے بہرحال سچ بولنا ضروری ہے جھوٹ یا جھوٹ سے ملوث ڈپلومیسی اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

ایک طرف صاف گوئی اور صداقت شعاری کی یہ تلقین کی ہے تو دوسری طرف دین نے معاہدات کی پابندی پر وہ انتہائی زور دیا ہے کہ اس کی مثال تلاش کرنا بیکار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ معاہدات کی پوری پابندی کرو کیونکہ عہد کے بارے میں تم سے بازپرس ہوگی۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید کی ایک آیت خاص توجہ کے قابل ہے فرمایا۔

جو لوگ مرکز اسلام سے باہر ایمان لاتے ہیں لیکن ہجرت نہیں کرتے۔ تمہاری ان سے دوستی اسی وقت ہوگی جب وہ ہجرت اختیار کریں گے۔ ہاں اگر ایسے مسلمان دین کی وجہ سے مظلوم ہونے پر تم سے مدد طلب کریں تو ان کی مدد ضرور کی جائے لیکن اگر ان مسلمانوں پر ظلم کرنے والی کافر قوم ایسی ہے جس سے تمہارا معاہدہ ہے تو تم ان کافروں کے خلاف اپنے بھائیوں کی مدد نہیں کر سکتے کیونکہ اس سے معاہدہ شکنی لازم آتی ہے۔ (الانفال:73)

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدات کی پابندی کا جو بے مثال نمونہ پیش فرمایا ہے وہ تاریخ کا زرّیں ورق ہے۔صلح حدیبیہ کے موقع پر آپؐ نے وہ تمام شرائط منظور کرلیں جو عام مسلمانوں کی نظر میں شکست کے مترادف تھیں۔ آپؐ کی غرض یہ تھی کہ امن قائم ہو جائے اور لوگوں کی زندگیاں محفوظ ہو جائیں۔ان شرائط میں ایک یہ شرط بھی تھی کہ جب قریش کا کوئی آدمی مسلمان ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے گا آپؐ اُسے واپس کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔ عجیب ماجرا ہوا کہ جب شرائط لکھی جا رہی تھیں اور ابھی دستخط ہونے باقی تھے کہ ایک نوجوان زنجیروں سے جکڑا ہوا کسی طرح مکہ سے رہائی پا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور یہ قریش کے ایلچی سہیل کا بیٹا ابوجندل تھا جسے مسلمان ہو جانے کی پاداش میں جکڑ دیا گیا تھا۔اس نے مجسم درخواست رحم بن کر کہا کہ مجھے یہاں رکھا جائے اور مکہ واپس نہ کیا جائے۔اس کی حالت دیکھ کر ڈیڑھ ہزار مسلمانوں کے جذبات اُبھر آئے اور بعض نے کہا کہ ابھی معاہدہ پر دستخط نہیں ہوئے اس لئے ابوجندل کو روک لیا جائے مگر ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ کیا کہ معاہدہ کے مطابق ابوجندل واپس جائے چنانچہ وہ آخر کار واپس چلے گئے۔

معاہدہ کی پابندی کی یہ ایک نہایت شاندار مثال ہے۔ آج اگر دنیا کے بڑے بڑے ملکوں کے سربراہ معاہدات کی پابندی صحیح معنوں میں کریں تو دنیا کے امن کے لئے کوئی خطرہ نہیں مگر حالت یہ ہے کہ ہر قوم کا سربراہ دوسری قوم کے سربراہ کو اپنے امن پسند ہونے کا یقین بھی دلا رہا ہے مگر ساتھ ہی اسلحہ اور ایٹمی ایجادات کے اضافہ کی دوڑ میں دوسروں سے سبقت بھی لے جا رہا ہے۔اس کی وجہ یہی ہے کہ کسی قوم کو دوسری قوم پر اعتماد نہیں ہے۔ ہر ملک یہ سمجھتا ہے کہ نہ معلوم دوسرا ملک کب حملہ کر دے۔ پس معاہدات کی حقیقی پابندی عالمی امن کی فضاء ہے۔

آخرت پر یقین

ساری خرابی کی جڑ یہ ہے کہ افراد اور قومیں آخرت پر یقین نہیں رکھتیں۔اسی دنیا کو اپنا آخری مقصد سمجھتی ہیں۔اس لئے ظالمانہ طریقوں سے اپنی مادی زندگی کو بہتر بنانے میں کوشاں رہتی ہیں اور ناجائز ذرائع سے دوسروں کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتی ہیں۔

قرآن مجید نے اس دنیا کی اہمیت کو ضرور قائم کیا ہے۔مگر ساتھ ہی فرما دیا ہے کہ مرنے کے بعد ایک دائمی زندگی ہے۔آخرت کی زندگی یقینی ہے جہاں پر ظالم کو پوری سزا دی جائے گی اور ہر مظلوم کو اس کا پورا پورا حق ملے گا اور دائمی راحت نصیب ہوگی۔ اس یقین سے اخلاق بھی سدھر جائیں گے۔دلوں میں امن و اطمینان بھی پیدا ہوگا اور انسان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ سمجھے گا۔پھر نہ ظلم ہوگا نہ امن برباد ہوگا۔دل بھی مطمئن ہوں گے اور ظاہری طور پر بھی امن کا دَور دورہ ہوگا۔

قرآن مجید نے اسی لئے فرمایا ہے کہ خدا اور آخرت پر سچا ایمان دنیا میں امن قائم کر سکتا ہے۔ سارے مذاہب کے پیروکار اگر حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لے آئیں تو وہ خوف وحزن سے نجات پائیں گے۔قرآن میں آخری نجات کا بھی ذکر ہے اور جملہ سچائیوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔مگر دنیوی خوف اور حزن اسی صورت میں دور ہو سکتے ہیں اور اصلی امن تبھی قائم ہو سکتا ہے جب سب لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لے آئیں اور آخرت کی زندگی کے متعلق ان کو یقین ہو جائے۔ظاہر ہے کہ ایسے لوگ دنیا کے لئے رحمت کے فرشتے اور امن کے پیغامبر ہوں گے اور ان کے وجود سے دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

امن عالم کے متعلق دین حق کے بیان کردہ یہ دس اصول ہیں۔آج اگر دنیا ان اصولوں کو اپنا لے تو ہر جگہ امن ہو سکتا ہے۔

مکرم احمد فاروق قریشی صاحب صدر جماعت فن لینڈ

فن لینڈ کا دوسرا جلسہ سالانہ 2012ء

جماعت احمدیہ فن لینڈ کا دوسرا جلسہ سالانہ 7،8 جولائی 2012ء کو محض خدا تعالیٰ کے فضل و احسان اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے بخیر وخوبی منعقد ہوا۔ امسال مکرم منیب احمد صاحب (نیشنل سیکرٹری مال) کو بطور افسر جلسہ سالانہ خدمت بجا لانے کی توفیق ملی۔

اس سال مکرم آغا یحيٰ خان صاحب مربی سلسلہ سویڈن اور حامد کریم محمود صاحب مربی سلسلہ ہالینڈ نے جلسہ میں شمولیت کی۔جلسہ سالانہ کی تقریب فن لینڈ کے دارالحکومت ہیلسنکی کے ایک مقامی ہوٹل میں منعقد ہوئی۔جلسہ سے ایک دن قبل وقارعمل میں حصہ لے کر جلسہ گاہ کی ضروری تزئین و آرائش کی گئی اور آڈیو وڈیو کے انتظامات مکمل کئے گئے۔جلسہ کے دوران مردوں کی رہائش کا انتظام قریبی ہوسٹل میں کیا گیا جبکہ لجنہ کی رہائش مکرم احمد قاسم صاحب افسر رابطہ کے گھر میں رکھی گئی۔ انہوں نے اپنا گھر جلسہ سالانہ کیلئے وقف کیا ہوا تھا۔جلسہ کے ایام کے دوران نماز باجماعت کا اہتمام بھی رہا۔تمام تقاریر اردو زبان میں تھیں اور تقاریر کا انگریزی زبان میں براہ راست ترجمہ FM ٹرانسمیٹر کے ذریعہ کیا جاتا رہا۔اسی طرح جلسہ کی کارروائی لجنہ ہال میں ٹی وی پر براہ راست دکھائی اور سنائی جا رہی تھی۔مکرم حامد کریم محمود صاحب نے مورخہ 6 جولائی کو قناعت اور جلسہ سالانہ پر آنے والوں کیلئے ضروری ہدایات کے موضوع پر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔نمازِ جمعہ کے بعد خاکسار، مکرم آغا یحيٰ خان صاحب اور مکرم حامد کریم صاحب نے جلسہ گاہ کے انتظامات اور تیاری کا معائنہ کیا۔

پہلا دن افتتاحی اجلاس

7 جولائی کو 11:30 بجے خاکسار نے لوائے احمدیت لہرایا اور مکرم حامد کریم صاحب نے دعا کروائی۔ اس کے بعد حاضرین جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے اور خاکسار کی صدارت میں افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا۔ اپنے افتتاحی خطاب میں خاکسار نے ''جلسہ سالانہ کا پس منظر اور غرض وغایت حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی روشنی میں بیان کیں''۔ افتتاحی اجلاس کی دوسری تقریر مکرم احمد قاسم صاحب نے ''میں تیری (۔) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کے موضوع پر کی۔

اس کے بعد مکرم مدثر احمد صاحب نے ''قرآن کریم، احادیث نبوی ﷺ اور فرمودات حضرت مسیح موعود کی روشنی میں تربیت اولاد'' کے موضوع پر تقریر کی۔اس کے ساتھ ہی پہلے اجلاس کا اختتام ہوا۔

دوسرا اجلاس

کھانے کے وقفہ اور نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی۔اس موقع پر مکرم آغا یحيٰ خان صاحب نے نیشنل شعبہ تعلیم وتربیت کے تحت تعلیمی نصاب اور مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت ہونے والی علمی ریلی میں کامیابی حاصل کرنے والوں اور مکرم حامد کریم صاحب نے ورزشی ریلی میں جیتنے والوں میں انعامات تقسیم کئے۔اسی دوران صدر مجلس لجنہ اماء اللہ فن لینڈ نے لجنہ کی علمی ریلی میں جیتنے والی ممبرات میں انعامات تقسیم کئے۔سہ پہر سوا چار بجے مکرم آغا یحيٰ خان صاحب کی زیر صدارت دوسرے اجلاس کا آغاز ہوا۔تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم حافظ عطاء الغالب صاحب نے ''خلافت اور ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان پر تقریر کی۔مکرم آغا یحيٰ خان صاحب نے ''اطاعت خلافت اطاعت نظام جماعت سے منسلک ہے'' کے موضوع پر اور مکرم حامد کریم صاحب نے ''قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی'' کے عنوان پر تقریر کی۔تقاریر کے بعد نماز عصر باجماعت ادا کی گئی اور پھر سوال وجواب کی مجلس کا اہتمام کیا گیا۔اس میں مربیان سلسلہ نے احباب و مستورات کے سوالات کے تفصیلی جواب دیئے۔آخر میں حاضرین نے رات کا کھانا تناول کیا اور یوں جلسے کا پہلا دن اپنے اختتام کو پہنچا۔

دوسرا دن

8 جولائی جلسہ سالانہ کا دوسرا دن تھا۔ 11:00 بجے پہلے اجلاس کا آغاز خاکسار کی زیر صدارت ہوا۔تلاوت قرآن کریم وترجمہ اور نظم کے بعد دوسرے دن کی پہلی تقریر مکرم طیب اقبال صاحب نے ''دعوت الی اللہ کی اہمیت اور طریقہ'' کے موضوع پر دوسری تقریر مکرم اعزاز احمد صاحب نے ''مغربی معاشرہ میں دینی اقدار کی حفاظت'' کے موضوع پر اور تیسری تقریر خاکسار نے ''حضرت مسیح موعود کا عشق الٰہی'' کے موضوع پر کی۔

اختتامی اجلاس

کھانے کے وقفہ اور نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد جلسہ سالانہ کے آخری اجلاس کا آغاز ہوا جس میں مکرم حامد کریم صاحب نے صدارت کی۔تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم حامد کریم صاحب نے ''خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو'' کے موضوع پر، مکرم آغا یحيٰ خان صاحب نے ''سیرت آنحضرت ﷺ'' کے موضوع پر کی نیز خاکسار نے جلسہ سالانہ کی تیاری میں آنے والی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو منظوری کے لئے خط لکھنے سے پہلے سوچا گیا کہ ہال کی بکنگ کرا لینی چاہئے۔تقریباً 80 ہال دیکھے گئے لیکن کوئی ہال نہ ملا یہاں تک کہ جو ہال عید کی غرض سے لئے جاتے ہیں وہ بھی میسر نہیں تھے۔پورے ہیلسنکی میں صرف یہی ہال ملا جو کہ بہت مہنگا تھا۔افسر صاحب جلسہ سالانہ اسی ہوٹل میں بطور روم سروس انچارج ملازمت کرتے ہیں جن کی وجہ سے یہی ہال 70 فیصد کم قیمت پر مل گیا جو کہ یقیناً خدا تعالیٰ کی طرف سے معجزہ اور خلیفہ وقت کی دعاؤں کا ثمر ہے۔اسی طرح تقاریر کا براہ راست ترجمہ نشر ہونا بھی محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔جماعت احمدیہ فن لینڈ کے پاس ترجمہ کرنے کا پورا انتظام نہیں تھا۔ایک وقت پر تو یہ تجاویز بھی آئیں کہ ناممکن ہونے کی وجہ سے ترجمہ کو چھوڑ دیا جائے۔لیکن حضرت مسیح موعود اور خلیفہ وقت کی دعاؤں کے نتیجہ میں تمام مشکلات حل ہوتی چلی گئیں۔پھر خاکسار نے تمام کارکنان اور مہمانان کا شکریہ ادا کیا اور اختتامی دعا کروائی۔

جلسہ کی حاضری

امسال جلسہ سالانہ کی کل حاضری 86 رہی جس میں 5 اقوام کے لوگ شامل تھے۔اللہ کے فضل سے امسال ایک غیر از جماعت مہمان اور 4 نو مبائعین جلسہ میں شامل ہوئے۔اسی طرح 6 لوگوں نے براہ راست ٹرانسلیشن سے استفادہ کیا۔

احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ فن لینڈ کو خلافت احمدیہ کی برکت سے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔آمین

مکرم ندیم احمد فرخ صاحب

حضرت مولانا ظفر محمد صاحب ظفر۔ مایۂ ناز عالم

حضرت مولانا ظفر محمد صاحب ظفر پروفیسر جامعہ احمدیہ، سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مایہ ناز عالم، فاضل استاد اور نابغۂ روزگار شاعر تھے۔ تعلق باللہ اور للّٰہیت اور علم وفضل کے حسین امتزاج، سراپا عجز وانکسار اور نام ونمود سے بے نیاز وجود تھے۔ 1970ء کے بعد کے علماء ومربیان کو آپ سے علمی اکتساب کا بہت کم موقعہ ملا۔ مگر آپ کی گہری علمی تحقیق وتدقیق اور عارفانہ کلام سے ہر کوئی بے حد متاثر ہوا اور اس وقت بھی آپ کی تحریرات سے مستفیض ہو رہا ہے۔

مولانا موصوف کا مولد دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر واقع تحصیل تونسہ شریف کا گاؤں بستی مندرانی ہے۔ آپ کا تعلق بلوچ قبیلہ کی نتکانی شاخ سے تھا۔ جس کا مسکن بستی مندرانی تھا۔ کوہ سلیمان کے دامن میں بسنے والے یہ لوگ اپنے خصائل واوصاف کے لحاظ سے بلاشبہ کوہ وقار ہیں اور یہ تمام علاقہ دینی اور مذہبی رجحانات کا حامل ہے۔ یہیں سے وہ سعید فطرت انسان حضرت حافظ فتح محمد خاں صاحب دولت ایمان سے مستفیض ہوئے۔ جو ظہور امام الزمان کی خبر پا کر کچھ اور دوستوں کے ساتھ 1901ء میں صحراؤں اور جنگلوں کو عبور کرتے ہوئے پا پیادہ قادیان دارالامان پہنچے اور وقت کے امام کو شناخت کیا اور پھر اسی کے ہو گئے۔

حضرت حافظ فتح محمد خاں صاحب کے ہاں 9/اپریل 1908ء کو حضرت مولانا ظفر محمد صاحب کی ولادت ہوئی۔ موصوف کی ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد نے 13 سال کی عمر میں آپ کو قادیان بھجوایا۔ اس کی تقریب یوں پیدا ہوئی۔

بچپن میں ......خواب میں دیکھا تھا کہ قرآن شریف میرے سینہ میں چمک رہا ہے۔ جب یہ خواب...... اپنے والد صاحب کو سنائی تو انہوں نے ...... دینی تعلیم کے حصول کے لئے قادیان بھیجنے کا فیصلہ فرمایا۔ (الفضل 29 جولائی 1982ء)

اس طرح مولانا موصوف 22 مارچ 1921ء کو قادیان پہنچے۔ 1922ء سے 1929ء تک آپ کو حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث) کا ہم جماعت رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ 1929ء میں آپ نے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

1930-31ء میں جامعہ احمدیہ میں مربیان کے کورس کرتے رہے جہاں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اسی عرصہ میں آپ نے رسالہ ''جامعہ احمدیہ'' کے دو شمارے مرتب کئے جن میں ایک سالانہ نمبر بھی تھا، جو بے حد مقبول ہوئے۔ اسی دوران والدین کا انتقال ہو گیا اور پھر آپ مستقل قادیان کے ہو گئے۔ جہاں آپ کا سینہ قرآن کے نور سے روشن ہوا۔

جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد بہاولپور میں بطور مربی مقرر کئے گئے۔ جہاں آپ نے کچھ عرصہ ہی کام کیا تھا کہ آپ کو مدرسہ احمدیہ میں بطور استاد متعین کر دیا گیا۔ آپ نے تدریسی فرائض 1935ء تک سرانجام دیئے۔ 1936ء میں آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری رہے۔ 1937ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی زیرنگرانی انچارج کارخاص رہے۔ 1938ء میں نصرت گرلز ہائی سکول قادیان میں بطور معلم کام کیا۔ اس دوران آپ بطور قاضی سلسلہ بھی فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

مارچ 1939ء سے مارچ 1944ء تک اپنے وطن میں قیام پذیر رہے جبکہ اس دوران آپ نے ادیب فاضل، منشی فاضل اور ایف اے کے امتحان پاس کئے۔ 1944ء میں آپ کو جامعہ احمدیہ میں پروفیسر لگا دیا گیا۔ جہاں 1956ء تک تدریسی خدمات انجام دیں اور بالآخر آنکھوں کی تکلیف کے باعث جامعہ احمدیہ سے فارغ ہو گئے۔ تاہم 1964ء تا 1966ء کا عرصہ چوہدری احمد مختار صاحب کی خواہش پر کراچی گئے اور حضرت اقدس مسیح موعود کی بعض عربی کتب کا ترجمہ کیا۔

حضرت مولانا موصوف کو عربی، اردو اور فارسی زبانوں پر کامل عبور اور دسترس حاصل تھی۔ تینوں زبانوں کے قادرالکلام شاعر تھے۔ سلسلہ کے اخبارات اور رسائل میں آپ کا کلام شائع ہوتا رہا۔ 1980ء میں آپ کا شعری مجموعہ ''کلام ظفر'' کی صورت میں شائع ہوا۔

قرآن کریم سے آپ کو گہرا شغف اور محبت تھی۔ قرآن کریم کے رموز واسرار اور حقائق و معارف کے جاننے میں منہمک رہتے، مقطعات قرآنی اور علم الاعداد کا گہرا علم رکھتے تھے۔ تین کتب کے بیش قیمت مسودات تحریر کئے۔

1۔ ہمارا قرآن اور اس کا اسلوب بیان
2۔ قرآن زمانے کے آئینہ میں
3۔ معجزات القرآن

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع) نے معجزات القرآن کے مسودہ کا مطالعہ فرمایا اور یہ رائے رقم فرمائی۔

''خاکسار نے گہری دلچسپی کے ساتھ بالاستیعاب مطالعہ کیا۔ آپ نے قرآن کریم کی معجزانہ شان کے جس پہلو پر قلم اٹھایا ہے یہ علم قرآن کی ایک ایسی شاخ ہے جس پر آج تک بہت کم لکھا گیا ہے۔ اس مسودہ کے مطالعہ سے یہ دیکھ کر طبیعت میں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے کہ علوم کی کائنات میں اس پہلو سے بھی تحقیق اور دریافت کا کتنا بڑا جہان کھلا پڑا ہے اور اہل فکر کو جستجو کی دعوت دے رہا ہے۔ اس مطالعہ سے مجھے بہت کچھ حاصل ہوا۔ کئی نئے علمی نکات سے لطف اندوز ہوا اور دل میں اس خیال سے شکر وامتنان کے جذبات پیدا ہوئے کہ اللہ تعالیٰ حضرت بانی جماعت احمدیہ کی دعاؤں کو آپ کے غلاموں کے حق میں قبول فرما رہا ہے اور علم ومعرفت کے نئے نئے دروازے ان پر کھول رہا ہے۔

(مطبوعہ الفضل ربوہ 29 جولائی 1982ء)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار فرماتے ہوئے لکھا۔

''خاکسار نے اس قیمتی مسودہ کا بغور مطالعہ کیا ہے اور اس سے استفادہ کیا ہے۔ میں محترم کی وسعت نظر اور بلند پروازی کا معترف ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین''

(مطبوعہ الفضل 29 جولائی 1982ء)

موصوف صاحب رویا وکرامات بزرگ تھے محبت الٰہی، محبت رسول ﷺ اور محبت قرآن آپ کے رگ و ریشہ میں سرایت تھی۔ حضرت اقدس مسیح موعود، آپ کے خلفاء اور احمدیت کے ساتھ سچی محبت تھی۔ خلاصہ کلام یہ کہ یہ وجود عجز وانکسار اور علم ومعرفت سے مزین تھا۔ آپ نے 23/اپریل 1982ء میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی۔ آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں محو خواب ہیں۔ اپنی وفات سے قبل آپ کا کہا ہوا یہ شعر زائر کو محو دعا بنا دیتا ہے۔ ؎

آئے مرے عزیز ہیں مرے مزار پر
رحمت خدا کی مانگنے مشت غبار پر

خطاب بحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

صاحبِ لولاک ختم الانبیاء مقتدائے انبیاء و اصفیا
تیری آمد سے ہے یہ عُقدہ کھلا ارفع و اعلیٰ ہے تُو بعد از خدا
لا جرم ہے تُو ہی ختم الانبیاء[1]

تُو ہے سِرِّ ابتدائے زندگی تیری ہستی منتہائے زندگی
تجھ سے وابستہ بقائے زندگی تُو حقیقی راہنمائے زندگی
لا جرم ہے تُو ہی ختم الانبیاء

سابقین و لاحقین از انبیاء نقطۂ نفسی ترا ان کی ضیاء
تیری خاتم[2] سے انہیں منصب ملا سب ترے مظہر ہیں اے خیرالوریٰ
لا جرم ہے تُو ہی ختم الانبیاء

تجھ سے پہلے جس قدر تھے نامور تھے وہ جن جن خوبیوں سے بہرہ ور
تُو ہے جامع سب کا قصہ مختصر تیرے سر ہے سہرۂ فتح و ظفر
لا جرم ہے تُو ہی ختم الانبیاء

1۔ انبیاء کیلئے مہر 2۔ بمعنی مہر

مولانا ظفر محمد ظفر

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم حکیم محمد قدرت اللہ محمود چیمہ صاحب زعیم مجلس انصاراللہ دارالرحمت غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے میری پیاری بیٹی عالیہ محمود واقفہ نو نے بعمر چھ سال قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ مورخہ 9۔اگست 2012ء کو بعد نماز عصر میرے گھر دارالرحمت غربی ربوہ پر ہی تقریب آمین کا انعقاد کیا گیا۔ بچی کی دادی محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ بنت حضرت میاں پیر محمد صاحب پیر کوٹی رفیق حضرت مسیح موعودؑ نے بچی سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا۔ بعدازاں بچی کے تایا محترم محمد ظفراللہ چیمہ صاحب نے دعا کروائی۔ عالیہ محمود کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت اس کی والدہ محترمہ فوزیہ محمود صاحبہ کے حصہ میں آئی۔ عالیہ محمود محترم محمد عبداللہ چیمہ صاحب مرحوم سابق کارکن دفتر وقف جدید ربوہ ابن حضرت مولوی غلام حسین صاحب ڈنگوی رفیق حضرت مسیح موعودؑ کی پوتی اور محترم حکیم عبدالرؤف صاحب پرویز مرحوم سابق زعیم مجلس انصاراللہ باغبانپورہ لاہور کی نواسی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو قرآن کریم کے نور سے منور فرمائے اور عمر بھر قرآن پاک پڑھنے، سمجھنے، یاد رکھنے اور اس کی تعلیمات پر کماحقہ عمل کرتے ہوئے اپنی نسلوں میں بھی اسے جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے نیز خلافت احمدیہ کی سچی خادمہ بنائے۔ آمین

نکاح

مکرم راجہ مسعود احمد صاحب ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے چھوٹے بیٹے مکرم راجہ عامر مسعود صاحب کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرمہ امۃ الرؤف صاحبہ بنت مکرم طاہر احمد صاحب فیکٹری ایریا ربوہ 3 لاکھ روپے حق مہر پر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے مورخہ 6 نومبر 2012ء کو بعد نماز عصر بیت المبارک ربوہ میں کیا۔ دلہن مکرم ٹھیکیدار محمد سلیم صاحب کی پوتی اور مکرم عبدالستار بدر صاحب سیکرٹری مال دارالصدر شمالی ربوہ کی نواسی ہیں۔ دلہا مکرم راجہ محمد یوسف صاحب مرحوم آف چنگا بنگیال کے پوتے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے انتہائی بابرکت، مثمر بثمرات حسنہ کرے اور ہم سب کو نیز آئندہ نسلوں کو بھی خلافت احمدیہ کا وفادار بنائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم مقصود احمد قمر صاحب مربی سلسلہ نظارت اشاعت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری اہلیہ اور محترم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری سابق مربی افریقہ وامریکہ کی بیٹی مکرمہ عائشہ الٰہی صاحبہ عرصہ 6 ماہ سے کینسر کے مرض میں مبتلا ہیں۔ 8 مرتبہ کیموتھراپی ہو چکی ہے۔ اور اب مورخہ 8 جنوری 2013ء کو شوکت خانم ہسپتال لاہور میں آپریشن متوقع ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپریشن کو کامیاب کرے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم عبدالسلام شاہد صاحب مربی سلسلہ اسلامیہ پارک لاہور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد محترم عبدالمنان صاحب آئس کریم والے ابن مکرم میاں عبدالرحمٰن صاحب ناصر آباد شرقی ربوہ مختصر علالت کے بعد بقضائے الٰہی مورخہ 25 دسمبر 2012ء کو طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں وفات پا گئے۔ آپ کی نماز جنازہ مورخہ 27 دسمبر 2012ء کو بعد نماز ظہر بیت المبارک ربوہ میں مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے پڑھائی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے بعد خاکسار نے دعا کروائی۔ والد صاحب 1932ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت بابا صدرالدین صاحب آف قادیان رفیق حضرت مسیح موعودؑ و درویش قادیان کے پوتے تھے۔ اپنے دادا کی امانت ودیانت اور اخلاق فاضلہ سے بہت متاثر تھے اور اسی کو اپنے کاروبار میں شعار بنائے رکھا۔ محترم والد صاحب ربوہ کے آغاز کے کاروباری حضرات میں سے تھے۔ والد صاحب پارٹیشن کے بعد اپنے والد صاحب کے ہمراہ قادیان سے ہجرت کر کے 1949ء میں ربوہ آکر آباد ہوئے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔ والد صاحب نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، خلافت احمدیہ کے فدائی اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے نہایت عقیدت اور احترام کا تعلق رکھنے والے تھے۔ پاکستان سے خلافت کی ہجرت کے بعد جلسہ سالانہ انگلستان میں شمولیت کی بھی توفیق پائی۔ 1948ء میں کشمیر کے محاذ پر فرقان بٹالین میں شامل ہو کر چار ماہ خدمت کی توفیق پائی۔ اور اس خدمت پر آپ کو تمغہ دفاع پاکستان بھی ملا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے کراچی وغیرہ بعض سفروں میں آپ کو خدام کے ساتھ حفاظتی ڈیوٹی کرنے اور حضور کو دبانے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ مرکز سلسلہ میں بھی ہمیشہ عمومی کی ڈیوٹیوں اور حفاظت کی ڈیوٹیوں میں پیش پیش رہے۔ محترم والد صاحب نہایت محنتی، ایماندار، ہنس مکھ، ملنسار، والدین کی خدمت کرنے والے، اہل وعیال کا خیال رکھنے والے، رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے والے، ہمدردی کا جذبہ رکھنے والے، دُکھ سکھ میں شریک ہونے والے، ہمسایوں کا خیال رکھنے والے، جماعت کے علماء اور بزرگوں کا بہت احترام کرنے والے اور مہمان نوازی کرنے والے تھے۔ محترم والد صاحب نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹے خاکسار، مکرم محمود احمد خورشید صاحب منان آئس کریم گولبازار ربوہ، مکرم مبشر احمد منان صاحب جرمنی چار بیٹیاں اور پندرہ پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، ان کی مغفرت فرمائے اور ان سے راضی ہو۔ نیز اللہ تعالیٰ ہم سب کو والد محترم کے نیک اخلاق کو اپنانے اور زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم مرزا افضل احمد صاحب کارکن ضیاء الاسلام پریس ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 2 جنوری 2013ء کو صبح 8 بجے ڈیوٹی پر جاتے ہوئے موٹر سائیکل حادثہ کی وجہ سے خاکسار کو دائیں آنکھ کے اوپر اور دائیں بازو پر شدید چوٹ لگی ہے۔ دائیں آنکھ پر بارہ ٹانکے لگے ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مکرم عمران عزیز صاحب دارالیمن غربی سعادت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد مکرم ماسٹر عبدالعزیز کوثر صاحب دارالیمن غربی سعادت ربوہ کا لندن کے ہسپتال میں دل کا بائی پاس آپریشن متوقع ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آپریشن ہر لحاظ سے کامیاب کرے، پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے اور شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

خدا کی راہ میں مالی قربانی

ایک بہت بڑا اعزاز ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع خطبہ جمعہ 22 مئی 1998ء میں سورۃ محمد آیت 39 کی تلاوت کے بعد فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے...... سنو تم ہی وہ لوگ ہو جن کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے بلایا جا رہا ہے۔ یہ ایک بہت بڑے اعزاز کا فقرہ ہے۔ اگر آپ غور کریں تو دل اللہ تعالیٰ کی حمد میں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس حال میں ڈوب جائیں گے کہ ہمیں مخاطب کر کے خدا فرما رہا ہے کہ تمہیں چن لیا گیا ہے اور یہ صورت حال آج سوائے جماعت احمدیہ کے کسی پر صادق نہیں آتی ...... ھٰؤلاء کے لفظ نے ایک مزید زور پیدا کر دیا۔ سنو! سنو! تم ہی تو وہ ہو جن کو اس بات کی طرف بلایا جا رہا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو...... لیکن یاد رکھو کہ اگر بخل سے کام لو گے تو اپنے نفس کے خلاف بخل سے کام لے رہے ہو گے۔ تمہیں اس بخل کا کوئی بھی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ بلکہ الٹا نقصان ہے اور آنے والا وقت ثابت کر دے گا کہ خدا کی راہ میں ہاتھ روک کر خرچ کرنے کے نتیجے میں تمہیں روحانی نقصان جو پہنچنا تھا پہنچا مالی نقصان بھی بہت پہنچا ہے۔

(روزنامہ الفضل 3/اگست 1998ء)

احباب وخواتین سے دردمندانہ درخواست ہے کہ وہ اپنے عطایا جات صدر انجمن احمدیہ (فضل عمر ہسپتال) کی مدامداد نادار مریضان میں بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

ربوہ کے مضافات میں پلاٹس

کے خریداران متوجہ ہوں

ربوہ کے مضافات میں جن احباب کے پلاٹس ہیں ان سے گزارش ہے کہ اپنے پلاٹس پر قبضہ کرنے کیلئے چار دیواری اور کم از کم ایک کمرہ تعمیر کریں۔ جو احباب مضافاتی کالونیوں میں اپنے پلاٹ کی خرید وفروخت کسی پراپرٹی ڈیلر یا ایجنٹ کے ذریعہ کرنا چاہیں تو ان سے درخواست ہے کہ وہ صرف منظور شدہ پراپرٹی ڈیلر کی معرفت تحریری سودا کریں اور سودا کرنے سے قبل پراپرٹی ڈیلر کا اجازت نامہ ضرور چیک کر لیں۔

(صدر مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

مکرم قریشی عبدالحلیم سحر صاحب

چیمپئنز ٹرافی ہاکی ٹورنامنٹ 2012ء

ہاکی ایک دلچسپ اور خوبصورت کھیل ہے۔ یہ ایشیا کے ممالک میں بہت مقبول ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ ہاکی کا اعزاز پاکستان یا انڈیا کے پاس ہوتا تھا۔ اولمپکس کے مقابلے ہوں یا چیمپئنز ٹرافیا ایشین چیمپئن شپ ان میں کبھی پاکستان وکٹری سٹینڈ پر ہوتا تھا یا بھارت۔ لیکن آہستہ آہستہ یہ تمام اعزازات ان دونوں ملکوں کے ہاتھ سے نکلتے گئے اور یورپین ٹیمیں ہاکی کے میدان کی فاتح بنتی گئیں۔ ان ٹیموں نے ہاکی کے کھیل کو سائنسی بنیادوں پر استوار کیا اور بہت محنت کی ہے۔

لیکن ایشیا میں یہ کھیل آہستہ آہستہ زوال کا شکار ہورہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس پر سنجیدگی سے توجہ نہیں دی جارہی اور ٹیلنٹ تلاش کرنے میں کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔ اگر پاکستان نے ہاکی کے کھیل میں واپس آنا ہے اور پھر سے دنیا میں عزت وشہرت کا مقام حاصل کرنا ہے تو گراس روٹ سے یعنی سکول لیول سے اس کھیل پر توجہ کرنی ہوگی اس کے ساتھ ساتھ کلب لیول کو بھی فروغ دینا ہوگا اور حوصلہ افزائی کرنا ہوگی۔

کسی بھی قوم کی روحانی اور جسمانی نشوونما اور ترقی میں کھیل بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

آسٹریلیا کے شہر ملبورن میں دسمبر 2012ء میں کھیلے جانے والے ہاکی کے ایک مشکل اور اہم ترین ٹورنامنٹ میں پاکستان نے انڈیا کو ہرا کر تیسری پوزیشن حاصل کی۔

شروع کے میچوں میں پاکستانی ٹیم نے مایوس کن کھیل کا مظاہرہ کیا لیکن جرمنی کے ساتھ میچ میں کھلاڑیوں نے بہترین کھیل پیش کیا اور جرمنی کو 2-1 سے شکست دی اور سیمی فائنل میں پہنچ گیا۔

دوسری طرف مدمقابل ہالینڈ کی ٹیم تھی جس نے پاکستان کو 2 کے مقابلے میں 5 گول سے شکست دے کر پہلا سیمی فائنل جیت لیا۔ ایک بات قابل غور اور قابل توجہ ہے کہ پاکستان کافی عرصہ سے ہالینڈ اور آسٹریلیا سے مسلسل ہار رہا ہے۔ معلوم نہیں کہ ان ٹیموں کا نفسیاتی اثر ہے حالانکہ پاکستان کے کھلاڑی کسی لحاظ سے کم نہیں ہیں صرف مسلسل محنت، لگن اور اتحاد کی ضرورت ہے۔ پاکستانی کھلاڑی کسی بھی ٹیم کو شکست دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

پچھلے سال پاکستان نے چیمپئنز ٹرافی میں ساتویں پوزیشن حاصل کی تھی۔ لیکن اس ٹورنامنٹ میں کھلاڑیوں نے کافی بہتر کھیل پیش کیا خاص طور پر شکیل عباسی کا کھیل بہت عمدہ تھا ان کو اس ٹورنامنٹ کا بہترین کھلاڑی قرار دیا گیا۔ شکیل عباسی اب تک 142 انٹرنیشنل گول کرچکے ہیں۔

سیمی فائنل ہارنے کے بعد تیسری پوزیشن کے لئے پاکستان اور انڈیا کا مقابلہ ہوا۔ جو پاکستان نے 3-2 سے جیت لیا۔ کھیل شروع ہونے کے آٹھویں منٹ میں بھارت نے ایک گول کردیا۔ شروع میں بھارت نے بہت زوردار اٹیک کئے۔ لیکن 22ویں منٹ میں پاکستان کے رضوان سینئر نے گول کر کے میچ برابر کردیا۔ اس کے بعد دوسرے ہاف میں شفقت رسول نے گول کرکے میچ کی پوزیشن 2-1 کردی۔ جبکہ 61ویں منٹ میں محمد عتیق نے تیسرا گول کرکے پاکستان کو اچھی پوزیشن میں لاکھڑا کیا۔

آخری منٹوں میں بھارت کے روپندسنگھ نے گول کردیا۔ اس کے بعد میچ کے اختتام کا اعلان ہوگیا۔ اس طرح پاکستان وکٹری سٹینڈ تک پہنچ گیا اور کانسی کا تمغہ حاصل کیا۔

اس سے قبل 2004ء میں لاہور میں کھیلی جانے والی چیمپئن ٹرافی میں پاکستان نے کانسی کا تمغہ حاصل کیا تھا۔

اس ٹورنامنٹ کا اگر جائزہ لیا جائے تو پاکستان اور بھارت کل 13 مرتبہ ایک دوسرے کے مقابل آچکے ہیں۔ جس میں سات بار پاکستان نے کامیابی حاصل کی۔

پورے ٹورنامنٹ میں ایک بات واضح ہوگئی ہے اگر پاکستانی ٹیم اپنے کمبی نیشن میں محنت کرے اور اپنی دفاعی لائن کو اور زیادہ مضبوط کرلے تو آئندہ والے ٹورنامنٹس میں نمایاں کامیابی حاصل کرسکتی ہے۔ ایک بات جس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ دفاعی حکمت عملی میں تبدیلی ہے۔ دوسرے ٹیم کے اٹیک کو ڈی سے باہر ہی روکنا چاہئے۔ مخالف ٹیم کے کھلاڑی کو ڈی کے اندر نہیں آنے دینا چاہئے کیونکہ یہاں پر ڈی میں داخل ہوکر وہ پنلٹی کارنر حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یورپین ٹیمیں پنلٹی کارنرز کے میدان میں کافی مضبوط ہیں۔

ایشین ٹیموں کو اپنے روایتی سٹائل کو نہیں چھوڑنا چاہئے یعنی چھوٹے چھوٹے پاسز کے ذریعہ مخالف گول پر اٹیک کرنا چاہئے۔ اس کے لئے اس لحاظ سے تیاری کروانی چاہئے۔ بہت محنت اور ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ صحت مند کھلاڑی جو دوڑ کے ساتھ سٹیمنا میں مضبوط ہوں ان کو تلاش کرنا چاہئے۔ تاکہ دوسری ٹیموں کا مقابلہ کیا جاسکے۔ یورپین ٹیموں نے لانگ پاسز کے ذریعہ ایشین ٹیموں کے دفاع کو کمزور کیا ہے۔ اس کا توڑ یہی ہے کہ ان کا سٹائل اپنانے کی بجائے اپنا کھیل اختیار کرنا ہوگا۔

بیلجئیم کی ٹیم نے ایک دورے کے دوران پاکستان کو چھ گول سے ہرایا تھا۔ لیکن پاکستان نے اس ٹورنامنٹ میں بیلجئیم کو شکست دی۔ بیلجئیم اس ٹورنامنٹ میں پانچویں اور جرمنی چھٹے نمبر پر رہا۔ انگلینڈ آٹھویں پوزیشن پر آیا۔

اس ٹورنامنٹ کا فاتح آسٹریلیا جس نے فائنل میں ہالینڈ کو شکست دی۔ ہالینڈ نے چھ سال بعد فائنل کے لئے کوالیفائی کیا تھا۔

نیوزی لینڈ نے انگلینڈ کو ہرا کر ساتویں پوزیشن حاصل کی۔

خبریں

بجلی اور گیس کی بدترین لوڈشیڈنگ

ربوہ سمیت پنجاب بھر میں بجلی کی غیراعلانیہ لوڈشیڈنگ کا سلسلہ طول پکڑ گیا ہے۔ شہری علاقوں میں 12 جبکہ دیہاتوں میں 18 گھنٹے کی لوڈشیڈنگ سے عوام بلبلا اٹھے۔ ڈسٹری بیوشن کمپنیاں لوڈشیڈنگ کا شیڈیول دینے میں ناکام ہوگئیں۔ حکام کے مطابق بھل صفائی کی وجہ سے نہروں کے لئے بڑے ڈیموں سے پانی کا اخراج نہیں کیا جارہا جس سے پن بجلی کی پیداوار 6 ہزار میگاواٹ کی بجائے صرف 7 سو میگاواٹ تک رہ گئی ہے اور تمام تر انحصار آئی پی پیز اور تھرمل توانائی پر کیا جارہا ہے جو صرف 6 ہزار 9 سو میگاواٹ بجلی فراہم کررہے ہیں جس سے بجلی کی قلت 5 ہزار 6 سو میگاواٹ تک پہنچ گئی ہے اور غیراعلانیہ لوڈشیڈنگ کی جارہی ہے۔ ربوہ سمیت ملک بھر میں سردی کے شدید موسم میں گیس کی لوڈشیدنگ بھی کی جارہی ہے جس سے عوام شدید مشکلات اور پریشانی میں مبتلاء ہیں۔ گھروں میں چولہے ٹھنڈے پڑ گئے کاروبار متاثر ہورہے ہیں اور اسی طرح طلباء بھی سکولوں میں اس وجہ سے بروقت نہیں پہنچ پاتے۔ بجلی کی لوڈشیڈنگ کے باعث پانی کی دستیابی میں بھی قلت ہے۔

ملک بھر میں شدید دھند کے باعث نظام زندگی متاثر

پنجاب سمیت ملک بھر کے بیشتر علاقے شدید دھند کی لپیٹ میں ہیں۔ جس سے ٹریفک کی روانی متاثر ہوئی اور سردی کی شدت میں اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر سمیت بلوچستان کے تمام علاقے بھی شدید سردی کی لپیٹ میں ہیں۔ ہوائی پروازیں بھی دھند کے باعث تاخیر کا شکار ہیں۔ موٹروے کو شدید دھند کے باعث حادثات کے پیش نظر بار بار بند کیا جارہا ہے۔ ربوہ میں گزشتہ کئی دنوں سے سورج نظر نہیں آیا۔

ربوہ میں طلوع وغروب 7۔جنوری	
طلوع فجر	5:40
طلوع آفتاب	7:07
زوال آفتاب	12:15
غروب آفتاب	5:22

گمشدہ چابیاں

مکرم شکیل احمد خاں صاحب دارالفتوح غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

دارالفتوح سے گولبازار جاتے ہوئے چابیوں کا گچھا کہیں گر گیا ہے۔ جن صاحب کو ملے براہ مہربانی خاکسار کو اطلاع دے دیں۔

فون نمبر: 03336586580

نواب شاہی گولیاں مردانہ طاقت کی دوا
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434 -6211434

خالص سونے کے زیورات
Ph:6212868
Res:6212867
Mob: 0333-6706870
فینسی جیولرز
میاں اظہر احمد
میاں مظہر احمد
محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

الرحمٰن پراپرٹی سنٹر
اقصیٰ چوک ربوہ۔ موبائیل: 0301-7961600
0321-7961600
پروپرائیٹر: رانا حبیب الرحمٰن فون دفتر: 6214209
Skype id:alreheman209
alrehman209@yahoo.com
alrehman209@hotmail.com

FR-10

W.B
پروپرائٹر: وقار احمد مغل
Waqar Brothers Engineering Works
Surgical & Arthopedic instruments
Shop No.6 Shaheen Market Madni Road Mustfa Abad Dhurm pura Lahore 0300-9428050,0312-9428050